دراساتِ دینیہ کیا ہے؟

ابوالفضیل خان

علم و آگہی انسان کی وہ بنیادی ضرورت اور انسانی فطرت کی ایک ایسی آواز ہے، جس کا مرد عورت، بوڑھا جوان، شہری دیہاتی یکساں استحقاق واحتیاج رکھتے ہیں...... بلکہ ایک عاقل بالغ آدمی اور شعور و تمیز سے یکسر عاری بچے میں بھی اس حوالے سے بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا، شیر خوار بچہ اگر اپنی ماں کی گود میں کھیل تماشے کی محفل یا کسی بھی عجیب منظر میں بالتبع بھی شریک ہو تو اس کے دیدوں اور چہرے کے تاثرات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی ''کھیل'' سے محظوظ ہو رہا ہے، اس پر تعجب کا اظہار کر رہا ہے اور اسے سمجھنا چاہتا ہے یہ استعلام واستفہام اس کے اسی بنیادی جبلی جذبے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔علم کے متعلق یہ بات کوئی انکشاف کا درجہ تو نہیں رکھتی مگر استحضار و توجہ کے بغیر سمجھنے کی بھی نہیں ہے کہ بہت کچھ انسان کو قدرت نے سکھایا ہوتا ہے جسے علم وہبی کہا جاتا ہے اور مناطقہ کی اصطلاح میں علمِ بدیہی...... بہت سا علم اسے اپنے ''بڑوں'' سے کام کاج اور باہمی گفت و گو کے دوران حاصل ہوتا ہے۔انسان کے حواسِ خمسہ، یعنی سننے، سونگھنے، دیکھنے، بولنے اور چھونے کی قوتیں ہر وقت ''جاننے'' کے عمل میں مصروف رہتی ہیں۔حواس باطنہ جسے وجدان یا چھٹی حس کہا جاسکتا ہے یہ بھی علم کا ایک سبب ہے جو وجدانی قسم کی چیزیں حاصل کرنے میں سرگرم رہتا ہے۔تاہم انسان کی دانست و آگہی کی ضرورت پوری ہونا ان تمام ذرائع واسباب علم کے ہوتے ہوئے بھی سلسلہ درس و تدریس کے بغیر ناممکن نہیں تو نادر ضرور ہے، درس و تدریس ہی آدم تا ابن آدم حصول علم کا ایک ایسا ذریعہ رہی ہے جس کا کوئی بدل ہے اور نہ اس سے انکار کی کوئی سبیل ہے۔

مدرسہ- جسے کہیں سکول کہا جاتا ہے تو کہیں درسگاہ- جائے درس و تدریس کو کہا جاتا ہے، مغرب میں جسے اسکول کہا جاتا ہے اسے عرب دنیا میں مدرسہ کہا جاتا ہے۔عالم غرب اور عالم عرب دونوں میں اسلامی اور عصری حوالے سے اسکول اور مدرسے میں تفریق اور تقسیم کا وہ تصور نہیں پایا جاتا جو ہمارے ہاں ہے، مغرب میں البتہ مشرقی اور مغربی علوم کی تقسیم ہے مگر اس کے لئے بعض انسٹیٹیوٹز اور اسٹڈیز سینٹرز کے علاوہ انہی اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کو استعمال کیا جاتا ہے جن میں عصری، مغربی، دنیاوی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

ہمارے یہاں بھی بہت زیادہ نہیں کچھ ہی عرصہ قبل مدرسہ کا درسگاہ اور اسکول کے لئے استعمال عام تھا۔شاعر مشرق اقبال مرحوم کے کلام میں جو''مدرسہ'' پر جابجا طنز و تعریض ہے، اس سے گو بعض ماہرین اقبالیات کی نظر میں اسکول اور دینی مدارس دونوں مراد ہیں اور بعضوں کے نزدیک صرف دینی مدارس ان کی مراد ہے، مگر راجح اور اکثریت کی مبنی بر

انصاف ودیانت رائے یہی ہے کہ اس سے عصری تعلیم گاہیں مراد ہیں۔

ترقی یافتہ دنیا میں "O"لیول اور "A"لیول کی اصطلاحات یا امریکن اور برٹش نظام تعلیم کی جڑیں انتہائی مضبوط ہیں اور بطور نصاب وہ اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ عرب دنیا میں بھی یہی نظام رائج ہیں مگر انہوں نے ۔خصوصاً سعودی عرب نے ۔ اپنے ہاں اسلامی علوم وفنون کو اس طرح نصاب میں ضم کیا ہے کہ اب اس نصاب کا کوئی فاضل عمرانیات، ریاضیات، طبعیات، معاشیات، لسانیات اور علم شہریت وغیرہ کے ساتھ ساتھ دین کے علم سے بھی بے بہرہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہاں ملا اور مسٹر کی تفریق ہے اور نہ ''علماء'' کے نام سے دین کے ماہرین کا کوئی مخصوص طبقہ موجود ہے، عام پڑھا لکھا کوئی بھی شخص کسی خاص اسلامی علم مثلاً قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ میں اسپیشلائزیشن (تخصص) کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی بنیاد پر وہ مفتی، استاذ الحدیث، استاذ الفقہ وغیرہ بن سکتا ہے۔

اس کے برعکس ہمارے ہاں برصغیر میں فرنگی استعمار نے جہاں اپنی تہذیب وثقافت کا داغ بیل رکھا اپنے نصاب ونظام تعلیم کو بھی وہ جوں کے توں اپنے لے پالکوں اور وفاداروں کے توسط سے اپنی حاکمیت کی یادگار کے طور پر ہندوستانی قوم میں چھوڑ گیا...... پھر یہ بھی ایک کھلا راز اور ہماری تاریخ کا المناک باب ہے کہ بظاہر سرزمین ہند سے بے دخل کئے جانے والے سامراج نے اس خطے کو درپردہ اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا نشانہ بنایا (اور تاہنوز یہ خطہ اس کا نشانہ بنا ہوا ہے) سیاست، معیشت، معاشرت اور تعلیم میں سے کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جو اس کے دست برد اور بے رحمانہ تصرفات سے متاثر نہیں ہوا۔ چنانچہ یہاں کے مسلمان چاہتے ہوئے بھی اپنا کوئی ایسا طرز حکومت اور نظام تعلیم نہ بنا سکے جو اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار، اسلامی اخلاقیات اور مشرقی اقدار سے ہم آہنگ ہو۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے دین کا درد رکھنے والے اور قوم کے بچوں کے غیر محفوظ مستقبل سے پریشان مسلمانوں نے دینی مدارس اور اس کے ضمن میں درس نظامی کا جداگانہ سلسلہ قائم کیا۔ یہ کوئی سرکاری نظام تعلیم کا متوازی تعلیمی نظام ہے اور نہ ہی یہ ایک جامع وہمہ جہت نصاب کہلا سکتا ہے، مگر دین کے حوالے سے ضرور یہ ایک کافی شافی نصاب ہے۔ یہی نصاب گزشتہ ایک عرصہ سے امت کو رجالِ دین اور ماہرین شریعت فراہم کر رہا ہے، مخصوص ومحدود نصاب کے پیش نظر دینی مدارس کے اس سلسلے سے عمومی طور پر قوم کے دو ہی طبقے مستفید ہو رہے ہیں اور ان سے پڑھت لکھت کا تعلق جوڑے ہوئے ہیں۔ ایک وہ غریب طبقہ جو کچھ تو ترقی وتمدن کی چکا چوند سے ''محروم'' ہو اور کچھ دین سے جذباتی لگاؤ بھی اسے ورثے میں ملا ہو اور دوسرا وہ ''سر پھرا'' طبقہ جو اپنی دنیا کی قیمت پر علم دین کو اختیار کرتا ہے، یعنی اپنی عزت، دولت، شہرت اور خوشحالی (معروف معنی میں) داؤ پر لگا کر بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑتا ہے، مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو دینی مدارس کا مداح ہے اور اس میں پڑھنے پڑھانے کو سعادت سمجھتا ہے، تاہم فکر معاش اور کچھ ترقی کی دلفریب سوچ اور سحر انگیز نعرے مدارس سے اس کے مستقل تعلیمی ناتا جوڑنے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں یا پھر دوسری معاشرتی ناہمواریوں کے باعث انہیں اس کا موقع نہیں مل سکا ہوتا ہے۔ اور بڑی عمر میں وہ فہم دین اور اسلامی علوم سے بہرور ہونا چاہتے ہیں اس طبقے کی تعلیم و تربیت کے لئے مدارس میں کوئی وسیع اور باقاعدہ انتظام تاحال نہ تھا۔ انفرادی طور پر تعلیمِ بالغاں کی البتہ بعض علماء بندوبست

لڑتے رہے تاہم لازمی طور پر اس کا دائرہ انتہائی محدود اور اس کے فوائد جزوی رہے۔ اللہ جزائے خیر دے اکابر وفاق المدارس العربیہ پاکستان خصوصاً حضرت صدر صاحب مدظلہم کو جنہوں نے آج سے تین سال قبل "دراسات دینیہ" کے نام سے تین سالہ مختصر نصاب تعلیم متعارف کرایا۔ یہ بنیادی اسلامی تعلیمات اور عربی زبان کی مبادیات پر مشتمل ایک جامع اور آسان نصاب ہے اور میٹرک یا مڈل سطح کے پڑھے لکھے افراد اس میں شرکت کے اہل اور اس سے استفادہ کے قابل ہوتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ نصاب ایوننگ کلاسز کے طرز پر رکھا گیا ہے، ایک تو اس لئے کہ اس کے لئے کوئی لمبے ٹائم کی ضرورت نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے یا اس سے بھی کم وقت میں اسے بہ آسانی کور کیا جاسکتا ہے۔ دوم اس واسطے کہ اس میں سرکاری ملازمین، سکول کالج سے منسلک حضرات اور کاروباری طبقہ حصہ لے سکے اور بنیادی طور پر یہ نظام ان کے لئے ہی بنایا گیا ہے، سوم تاکہ اس میں پڑھانے والے ترجیحی طور پر وہ علماء ہوں جو درس نظامی پڑھاتے ہوں کیوں کہ ان کی علمی ثقاہت، تدریسی تجربات، وسعتِ مطالعہ وغیرہ کے باعث اس کی افادیت دوبالا ہوگی...... تاہم صبح کے اوقات میں بھی اسے پڑھایا جاسکتا ہے اور بعض مدارس میں صبح میں پڑھائے جانے کا اہتمام ہے۔

"دراسات" کا مقصد چوں کہ عام پڑھے لکھے اور دین کا درد رکھنے والے طبقے کو اسلام کی ضروری اور بنیادی معلومات فراہم کرنا، ان میں صالح دینی رجحانات کی آبیاری، عربی کتب اور اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کی استعداد پیدا کرنا ہی ہے سو ایسے انتہائی مختصر نصاب کے بارے میں یہ سوال قطعاً بے معنی اور بے محل ہوگا کہ اس کی سند کی کیا سرکاری اور علمی حیثیت ہے، ظاہر ہے اس کی سند "شہادۃ العالمیہ" کی طرح عالم قرار پانے کی سند ہے اور نہ اس کا فاضل گریجویٹ اور ماسٹر سطح کی تعلیمی ڈگری کا حامل قرار دیا جائے گا۔ دراسات کا پڑھا ہوا شخص "صالح" کہلائے گا اور اس کی سند "شریعۃ ڈپلوما کورس" کی سرٹیفکیٹ سمجھی جائے گی۔ رہا یہ سوال کہ کیا یہ شارٹ کورسز دین کے علم، قرآن وحدیث کے فہم اور عربی لٹریچر کے مطالعہ کے لئے مطلوبہ استعداد کے واقعی ضامن ہیں؟ اور اس مختصر عرصے میں کیا حقیقتاً غالب عربی واسلامی علوم کی کافی مقدار سے واقف ہوا جاسکتا ہے؟ ان دونوں باتوں کا اندازہ "دراسات" کے تین سالہ نصاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بہ آسانی ہوسکتا ہے۔ آیئے ہم اس کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

اسلام عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور آداب کا مجموعہ ہے، اسلامی عقائد اور اسلامی عبادات کیا ہیں؟ اسلام کے کن معاملات میں کیا احکام ہیں......؟ اسلام اپنے پیروؤں کو کن اخلاق وآداب کا پابند کرتا ہے؟ اس کے لئے قرآن کریم اولین اصل وبنیاد اور حقیقی سرچشمہ ہے، سیرت طیبہ اس کی معتبر اور معتمد عملی تشریح اور ایک صاف وشفاف تصویر ہے جب کہ ذخیرۂ احادیث اس کا علمی اور دستاویزی ثبوت ہے۔

قرآن وحدیث سے مستند ومتورع ماہرین کے زیر تلمذ براہ راست استفادہ ہی چونکہ ایمان تحقیقی اور ہدایت علی وجہ البصیرت کے حصول کا صحیح اور باقاعدہ راستہ ہے اور اس سے بے نیازی اور پہلو تہی برتنا ایک طالب حق ومتلاشی ہدایت کے لئے کسی طرح ممکن نہیں اس واسطے "دراسات" کے نصاب میں مکمل قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر شامل کیا گیا ہے اور اس کے لئے

تفسیر عثمانی کو معیار بنایا گیا ہے اور اسی کا لفظی ترجمہ اور تفسیری افادات اور وہی مضامین ومطالب طلبہ کو سمجھانا ہوتا ہے۔ حدیث میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی موقر ترین کتاب "معارف الحدیث" مکمل شامل نصاب ہے جس میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور آداب زندگی سے متعلق بیش بہا خزانہ احادیث ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ سمویا ہوا ہے۔

فقہ میں مکمل بہشتی زیور، مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور "نماز مدلل" شامل نصاب ہے، جس میں تمام ضروری منصوص (قرآن وحدیث میں مذکور) اور غیر منصوص مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے، عقائد، اخلاق وآداب میں تعلیم والعقائد اور "عقائد علماء دیوبند"، حیات المسلمین، تعلیم الدین اور آداب المعاشرت جیسی کتابیں آگئیں ہیں جن کی اہمیت وضرورت کا ناموں سے ہی اندازہ ہوتا ہے۔ سیرت میں "سیرت الرسول" اور "قصص النبیین" شامل نصاب ہیں، ان میں اول الذکر کتاب میں پوری سیرت طیبہ کو معتمد ترین ماخذ ومصادر سے لے کر اختصار کے ساتھ اردو زبان میں لکھا گیا ہے جب کہ ثانی الذکر کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے انبیاء کرام کے قصوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں قرآن وحدیث اور معتبر تاریخی روایات سے انبیاء کرام کا تعارف، ان کی دعوتیں، ان کے معجزات، ان کی امتوں کے احوال وغیرہ ماخوذ ہیں۔ پانچ حصوں پر مشتمل یہ کتاب تینوں سال پڑھائی جاتی ہے یہ کتاب ہندوستان کے ممتاز عالم دین اور نابغۂ روزگار عربی ادیب مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے جو انتہائی سلیس اور فصیح عربی زبان میں ہے۔ موصوف نے دینی مدارس کے طلبہ میں عربی زبان وادب کا پاکیزہ اور نکھرا ہوا ذوق پیدا کرنے، غیر محسوس انداز میں ان کی دینی واخلاقی تربیت، انبیاء کرام کے متعلق انہیں صحیح او ضروری معلومات فراہم کرنے جیسی چیزوں کو پیش نظر رکھا، اور کتاب سے یہ مقاصد مع دیگر فوائد کے بدرجۂ اتم حاصل ہوسکتے ہیں۔ مؤلف نے اپنی خداداد صلاحیت اور ممتاز ترجیحی ذوق کی بدولت انتہائی مہارت اور محنت سے قرآن میں مذکورہ قصوں کو انہی آیات مبارکہ کے ساتھ تاریخی پس منظر، ضروری تمہیدات اور مختصر تشریحات کا اضافہ کرکے ذکر کیا ہے، چھوٹے چھوٹے جملوں، سہل اور آسان عبارتوں، دلنشین تعبیرات، مکالماتی اور محادثاتی انداز، اعراب اور علاماتِ ترقیم کے اہتمام، معروف اور مانوس عبارات کو جدید اسالیب اور متنوع عناوین میں ڈھالنے جیسے امور نے کتاب کو حد درجہ مفید اور دلچسپ بنادیا ہے۔ قرآن کریم کے معانی ومفاہیم سمجھنے کے لئے جہاں تفسیر کا مستقل سبق ہے صحیح تلفظ اور قواعد تجوید کے مطابق قرآن پڑھ لینے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے حدر، مشق اور تجوید کا بھی مستقل سلسلہ ہے۔

عربی زبان سے واقفیت چونکہ اسلام کی حقیقی صورت اور اس کا مزاج ومذاق سمجھنے کے لئے ضروری ہے اس بناء پر دینی مدارس میں زیادہ زور عربی زبان وادب، اس کے اسالیب وتراکیب اور قواعد وضوابط سمجھانے میں صرف کیا جاتا ہے۔ صرف ونحو کسی بھی زبان کا گرامر ہوتا ہے اور گرامر ہی زبان دانی کے لئے معیار ہوتا ہے صَرف کو اسی لئے ام العلوم کہا جاتا ہے اور نحو کو اب العلوم۔ "عالم کورس" میں ان دونوں علوم کو جس اہتمام سے پڑھا پڑھایا جاتا ہے کچھ اتنے ہی اہتمام کے ساتھ "صالح کورس" میں بھی اسے پڑھانے کی ضرورت تھی ورنہ پھر فہم دین کے حقیقی مقاصد کا حصول ناممکن اور اس کی خواہش خواب وخیال ثابت ہوتی۔

دراسات کے نصاب میں نہ صرف یہ کہ علم الصرف، علم النحو اور عوامل النحو جیسی صرف ونحو کی اردو زبان میں جامع کتابیں شامل ہیں بلکہ "مائة عامل" جیسا اہم ترین فنی کتاب کی ترکیب بھی شامل ہے۔ ترکیب وتحلیل (جسے اجراء قواعد بھی کہا جاسکتا ہے) پر قدرت حاصل ہونے کے بعد طالب علم کے لئے کسی بھی عبارت سے مطلب اخذ کرنے میں بہت کم دقت رہتی ہے۔

اس کے ساتھ پھر مولوی عبدالستار خان کی مایہ ناز کتاب "عربی کا معلم" بھی شامل نصاب ہے یہ کتاب نہ صرف صَرف ونحو عربی کے تقریباً تمام قواعد اور اس کے جدید اور معاصر امثلہ کے ساتھ اجراء پر مشتمل ہے بلکہ اسمیں انشاء عربی، عربی مضمون نویسی، مقالہ نویسی اور تکلم پر قدرت حاصل کرنے کی بھی رہنما تعلیم دی گئی ہے، ادنی اور اعلیٰ صلاحیتوں کے طلبہ کے لئے یکساں افادیت کی حامل اس کتاب کو محنت سے پڑھنے پڑھانے پر حیرت انگیز وحوصلہ افزا نتائج مرتب ہوں گے۔

آج سے تین سال قبل جب وفاق نے "دراسات" کا نصاب بنا کر اسے عملاً جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو مادر علمی جامعہ فاروقیہ کراچی میں اس کی نگرانی کے لئے حضرت صدر وفاق شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم نے بعض اساتذہ کی تجویز پر راقم کا انتخاب فرمایا۔ چنانچہ اس وقت سے ہم اس نظام کے ساتھ براہ راست وابستہ ہیں اور معمولی اعلان واشتہار کے بعد معاشرے میں اس نظام کی پذیرائی، مختلف لوگوں کی اس سے وابستگی، ان کے تاثرات واحساسات، آنے والوں کے پس منظر، ان کی آمد کے تناسب، دینی مدارس کے نسبتاً اجنبی اور ٹھیٹھ دینی ماحول میں ان کے جڑ جانے، پڑھنے پڑھانے کے نتائج اور دیگر کئی چیزوں کا ہم بنظر غائر جائزہ لیتے اور اسے سمجھنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہے ہیں، جہاں تک اس کی افادیت کا تعلق ہے، جیسے ماہرین درس نظامی کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ یہ علم کا بند دروازہ کھولنے کی کنجی ہے اور درس نظامی پڑھ لینے کے بعد اسلامی اور عربی علوم کی کسی کتاب کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا ہے کافی حد تک یہ فائدہ دراسات کے نصاب سے بھی حاصل ہوجاتا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ عصری تعلیم ہو یا اسلامی اس سے فائدہ ذی استعداد، شوقین اور محنتی طلبہ ہی حاصل کرسکتے ہیں اس اصول سے دراسات کا نصاب بھی یقیناً مستثنیٰ نہیں ہے۔

ہمارے ہاں گذشتہ تین سال سے "دراسات" میں پڑھنے والے وہ ذی استعداد اور محنتی طلبہ جو وفاق بورڈ میں پوزیشنیں لیتے رہے ہیں ان کو ہم نے قواعد اور اس کے اجراء (حلِ عبارت، مسائلِ فن، عبارت خوانی) وغیرہ میں خوب جانچا ہے۔ ماشاء اللہ درس نظامی کے ثانویہ سطح کے نمایاں طلبہ سے وہ کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ان (طلبۂ دراسات) کا خیال ہے اور ہم بھی اس سے متفق ہیں کہ اردو زبان میں لکھی ہوئی کوئی بھی اسلامی کتاب وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں اور عربی میں بھی کوئی کتاب پڑھنا سمجھنا ان کے لئے زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ قرآن وحدیث سے تذکیر وموعظت کے حوالے سے افادہ اور استفادہ پر انہیں قدرت حاصل ہوجاتی ہے اور احکام شریعت کا بھی ادراک ہوجاتا ہے اور ایک عام مصروف مسلمان کے لئے شاید اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہوتی اور عموماً گنجائش بھی نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے کو علماء آگے بڑھائیں مدارس اور مساجد میں اس کو باقاعدہ شروع کیا جائے اور اس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنے کے لئے منبر ومحراب کو خصوصی طور پر بروئے کار لایا جائے۔ انشاء اللہ اس کے انتہائی مفید اور دور رس اثرات وثمرات ظاہر ہوں گے۔

"ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"